واھلہا مصلحون۔ (ہود) +

اب غور فرمائیے کہ جس قدر آیات مذکور ہوئیں سب میں اہلاک کے معنے عذاب اور برباد کرنا ہیں۔ پس اسی طرح آیت ان اراد ان یہلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعًا۔ میں بھی اہلاک سے مراد عذاب دینا اور برباد کرنا ہے۔ پس حاصل معنی آیت زیر بحث کے یہ ہوئے کہ کون مانع ہو سکتا ہے اگر خدا چاہے مسیح ابن مریم اور انکی والدہ اور تمام اہلِ ارض کو عذاب دے برباد کر دے یعنی جس وجود سے مسیح اور انکی والدہ موجود ہیں (کیونکہ بعد وفات بھی تو ایک برزخی وجود ہوتا ہے) پس اگر خدا چاہے تو انھیں عذاب دے برباد کرے گو خدا ایسا چاہتا نہیں۔ یہ قہری و جلالی کلام مسیح اور انکی والدہ کے خدا ماننے والوں کو سنایا گیا ہے اور رب العزت نے اس میں اپنی کبریائی کی صدا بلند کی ہے۔ جل جلالہ و عم نوالہٗ

بطلان مطاعن البرہان

تمہید۔ ناظرین کو معلوم ہو کہ رسالہ البرہان جس کے ایڈیٹر سید محمد سبطین صاحب سرسوی شیعی ہیں چند سال سے لاہور سے نکلتا ہے۔ ایک رسالہ اصلاح کھجوہ ضلع سارن ملک بہار جسکو بلحاظ انکی دلخراش و دل آزار طرز تحریر کے افساد کہنا چاہیئے۔ جمعیت اسلام میں تفرقہ اندازی و مفسدہ پردازی کی تحریک کے لئے ابن سبا و معز الدولہ دیلمی و وزیر علقمی و طوسی کی ارواح کو خوش کرنے و برائے نام فرقہ مظلوم کی حمایت و قائمقامی کے لئے کافی تھا۔ اس سے پہلے چودہ پندرہ برس سے جاری تھا۔ اور اب تک جاری ہے۔ رسالہ اصلاح کی موجودگی میں میرے خیال میں کسی دوسرے شیعہ پرچہ یا رسالہ کے اجراء کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی۔ لیکن چونکہ اس کا مقصد زیادہ تر تفضیل صحابہ رسول مقبول صلوات اللہ علیہم اجمعین تھا۔ اور بس۔ اس واسطے بعض شیعہ منصف مزاج اصحاب بھی اس امر سے خوشنود نہ تھے کیونکہ یہ طرز عمل شیعہ قومیت کی تقویت کا موجب تو بیشک ہو سکتا تھا۔ لیکن اخلاق پسندیدہ و علوم و اسرار و حقائق و معارف مخصوصہ اہلبیت کے اظہار و ترویج کی کوئی صورت اس سے

قائم نہ ہوسکتی تھی۔ اور یہی امر روح و روان مذہب اثنا عشری ہے۔ جسکی طرف شیعوں کو مطلق توجہ نہیں ہے۔ اور نہ دوسروں کی عیب چینی و تجسس مطاعن صحابۂ کرام کا شغل شبا روزی انکو اس کار خیر یا اپنی ذاتی اصلاح و تزکیہ نفوس کیطرف متوجہ ہونے دیتا ہے۔ غالباً اس فروگذاشت کو پورا کرنے کے لئے رسالہ البرہان کا اجراء قرار پایا تھا۔ اور فاضل ایڈیٹر نے شروع شروع میں اس مقصد کو ایک حد تک مدنظر بھی رکھا اور اسی لحاظ سے اس کا وجود مسعود مغتنمات سے تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ صدیوں کی جبلت اور پشتینی تعصب نے اس مقصد کو بحال خود قائم نہ رہنے دیا۔ اور آخر کار آپ تشیع کی کرسی سے اُٹھ کر رفض کے سٹیج پر جا ہی براجے۔ اور اصلاح و البرہان میں کوئی مابہ الامتیاز باقی نہ رہنے دیا۔ اس معترفی کے بعد اب میں اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہوں۔ کہ ایک دوست کے ذریعے مجھ کو ایک دو پرچے البرہان کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایڈیٹر صاحب نے ایک سلسل مضمون بعنوان فتنۂ آخر الزمن ایک عرصے سے شروع کر رکھا ہے۔ اور اس میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم پر نہایت رکیک اور بے جا حملے کرنے شروع کر رکھے ہیں۔ نہ صرف یہیں تک بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی بدظن کرنیکی شرمناک کوشش کی ہوئی ہے۔ اس بنا پر ضروری معلوم ہوا کہ آپ کے بے بنیاد اور غالیانہ مطاعن و اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ وما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

قولہ۔ صریح آیات کو موڑ توڑ کر مرزا صاحب کی شان میں لگا دیتے ہیں جیسے آیۃ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں بجائے احمد مجتبیٰ نبی عربی مکی مدنی کے اس کا مصداق احمد قادیانی کو بنا دیا۔ ملخصاً از البرہان جمادی الاول ۱۳۴۳ھ +

اقول۔ ایڈیٹر صاحب نے الزام تو اتنا بڑا لگایا مگر ثبوت میں جو آیت پیش کی۔ اسی میں موڑ توڑ ثابت نہیں کر سکے۔ اور نہ کر سکینگے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے احمدؐ کی بشارت دی تھی۔ احمد قادیانی نے بغیر موڑ توڑ کے اپنے آپ کو اس کا مصداق ظاہر کیا۔ اور مسلم ہے کہ احمدؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نام ثابت نہیں۔ بلکہ بالاتفاق صفاتی نام ہے۔ اور صفاتی طور پر خود احمد قادیانی نے بھی اس بشارت کا مصداق محمد صلعم کو مانا ہوا ہے

دیکھو ازالہ اوہام حصہ دوم ایڈیشن سوم ص ۲۷۵ پس اس سے نہ انکار حقیقت ہے۔ اور نہ کوئی موڑ توڑ۔ دوسرے احمدؑ قادیانی نے مہدی موعود ہونے کی حیثیت میں نظر بکمال اتحاد روحانی اپنی ذات کو اس آیت کا مصداق ظاہر فرمایا ہے نہ بنظر مخالفت و رقابت ہاں اسی حیثیت سے جیسے کہ شیعوں نے حضرت مہدی موعود کو قسم قسم کے اسماء و القاب شریفہ سے نامزد کیا ہے۔ جن میں آنحضرت صلعم کے ذاتی اسم کو چھوڑا ہے نہ صفاتی اور نہ کنیت کو۔ اور وہ بھی اپنی طرف سے نہ کہ بحکم خدا۔ چنانچہ ایڈیٹر صاحب کی ایک مایۂ ناز کتاب میں ایک خاص باب اس موضوع پر ہے۔ اور اُس میں حسب ذیل نمبروار اسماء والقاب قابلِ غور ہیں:۔

(نمبر۱) "احمد پہلا نام حضرت کا" جو مخفی نام ہے اور ظاہری "وہ محمد" ہے۔ دیکھو کتاب صراط السوی فی احوال المہدی ص ۴۴۰

(۷) "ابوالقاسم" ص ۴۴۱ (۲۸) "بقیۃ الانبیاء" ص ۴۴۵ (۳۹) "حق" ص ۴۴۹ (۴۱) "حامد" (۴۲) "حمد" (۴۳) "حاشر" ص ۴۴۹ (۵۴) "دابۃ الارض" ص ۴۵۲ (۶۵) "الساعۃ" (۹۳) "عصر" ص ۴۵۸ (۱۰۹) "فتح ونصر" ص ۴۵۹ (۱۳۲) "حمید الآخر" ص ۴۶۶ (۱۳۳) "مسیح الزمان" یہ نام حضرت کا فرنگیوں کی کتاب میں ہے ص ۴۶۶ ❊

سوال۔ ان اسماء کی تفصیل سے یہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ مہدی موعود علیہ السلام کو شیعوں نے کسی آیۃ قرآنی کا جو کسی دوسرے کے حق میں وارد تھی مصداق بنا لیا ہے ❊

جواب۔ اس تفصیل سے اس قدر تو ثابت ہو گیا ہو گا کہ آنحضرت صلعم کے کئی خصوصی اسماء والقاب شریفہ مہدی موعود علیہ السلام پر چسپاں کئے گئے ہیں۔ اب میں ایک دو مثالیں ایسی عرض کر دونگا۔ کہ آیۃ قرآنی میں دراصل کسی اور وجود کا ذکر ہے اور موڑ توڑ کر اسکو چسپاں کیا گیا ہے مہدی موعود پر ❊

اچھا اسی کتاب میں اسم نمبر ۳۹ کو لیجئے جو حق ہے اسی کی تشریح اور وجہ تسمیہ میں لکھا ہے "کافی میں جناب باقر سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے تفسیر میں

آیۃ شریفہ قل جاء الحق الخ کے کہ جب قائم (مہدی) خروج فرمائینگے تو تمام باطل سلطنتیں زائل ہو جائینگی۔ اور چونکہ وقوع اس امر کا یقینی اور حتمی ہے اسواسطے صیغہ ماضی استعمال ہوا ہے گویا کہ یہ بات ہو چکی ہے۔ اور حضرت کی زیارت میں ہے السلام علی حق الجدید دیکھیئے یہاں حق کے آنے سے مراد اسلام وجود مسعود نبی برحق صلعم اور قرآن ہے۔ جو آچکے اور باطل سے مراد کفر ہے جو مکہ اور نواح مکہ سے دور ہو چکا ہے۔ لیکن خوش اعتقادوں نے موڑ توڑ کر اسکو اپنے مزعومہ امام پر چسپاں کر دیا ہے ÷

اور سنئے۔ نمبر ۴۳ والا اسم حاشر خاص رسول صلعم کے لئے مخصوص ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی (متفق علیہ مشکوۃ باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ اب ظاہر ہے کہ حاشر تو آچکا۔ چودہ سو برس کے قریب گذر چکے۔ تو فرمائیے اب سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی غیر کو حاشر سے موسوم کرنا حدیث کی موڑ توڑ ہے یا نہ؟

اور سنئے۔ دابۃ الارض نمبر ۴۵ والا سب لوگ جانتے ہیں کہ اس کا ذکر قرآن میں آیا ہوا ہے۔ دیکھو ص۲ خود ایڈیٹر صاحب نے اس میں لکھا ہے کہ (دابۃ الارض کے متعلق "مفسرین اہلسنت کا خیال ہے کہ وہ ایک حیوان ہے اور روایت کرتے ہیں کہ اس کے پر ہیں اور چار ہاتھ پاؤں ہیں × × × لیکن اہل بصیرت سمجھ سکتے ہیں کہ صفات × × مناسب نہیں مگر واسطے انسان کے" ''اور (قول ایڈیٹر) بہت سی حدیثوں میں مذکور ہے کہ مراد اس سے امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں۔ (یعنی شیعوں کی حدیث)" +

اور تفسیر قمی میں ہے جو شیعوں کی خاص معتبر تفسیر ہے۔ اس میں اس آیت کے نیچے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب علی علیہ السلام ایک دفعہ ریگ کے ڈھیر پر سو رہے تھے۔ آنحضرت صلعم نے پائے مبارک سے حرکت دے کر فرمایا۔ اے دابۃ الارض اٹھ۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ کیا ہم بھی ایک دوسرے کو اس نام سے پکارا کریں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ واللہ یہ نام خاص طور پر علیؓ ہی کے لئے ہے۔ اور علی ہی وہ دابہ ہے جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یوں فرمایا ہے۔ کہ اذا وقع

القول علیہم اخرجنا لھم دابۃ من الارض - پھر فرمایا اے علیؑ جب آخری زمانہ آئے گا تو خدا تعالیٰ تم کو نہایت ہی حسین صورت میں ظاہر کرے گا اور تمہارے پاس نشان لگانے کا ایک آلہ ہو گا جس سے تم اپنے دشمنوں کو نشاندار کر دو گے۔ دیکھو ترجمہ قرآن سید مقبول احمد المعروف بہ مقبول ترجمہ۔ حاشیہ ۱ آیۃ مذکور ۲۰/۲۳ ط ۱۲/۶۔

غور تو فرمایئے۔ جب خود رسول صلعم نے اپنی زبان مبارک سے جناب علی علیہ السلام کو بالخصوص دابۃ الارض فرما دیا تو پھر مہدی موعود کس طرح دابۃ الارض ہو سکتے ہیں؟ یا کیا بجائے ایک کے دو دابوں کی پیشگوئی مانی جائے۔ اب خدارا انصاف سے فرمایئے۔ آپ کو اس دابۃ الارض کی قسم کہ صریح آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی یہ کھلی کھلی موڑ توڑ ہے یا نہ؟ اور آپنے جو آیت اسمہ احمد کی موڑ توڑ کا الزام حضرت احمد قادیانی پر لگایا تھا مقابلۃً وہ سراسر بے جا اور ناحق تھا یا نہیں؟ اگر خوف طوالت نہو تو خدا کے فضل سے بلا مبالغہ سینکڑوں موڑ توڑ قرآن و حدیث کے شیعوں کی کتاب سے دکھلا دوں۔ تاہم کم از کم پانچ موڑ توڑ تو میں دکھلا کے ہی رہونگا۔ خواہ بھائی اکمل عدم گنجایش کے شاکی ہی ہوں کیونکہ وہ موڑ توڑ بیتہ کے موڑ توڑ ہیں +

۱۔ دیکھو قرآن میں شیطان کیطرف سے حکایتاً خدا فرماتا ہے کہ اس نے کہا لاغوینّھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین قال ھذا صراط علیّ مستقیم۔ ۱۴/۳ + مقبول ترجمہ میں اس کا ترجمہ یوں ہے۔ کہ" ان میں سے سوائے تیرے خالص بندوں کے میں ضرور سبھی کو بہکاؤں گا۔ فرمایا یہ علیؑ کا سیدھا راستہ ہے (یا یہی وہ سیدھی راہ ہے جسکی رعایت مجھ پر لازم ہے)" بالفاظہ

قرآن میں تو آیا ہے صراط علیّ مستقیم۔ جس کا ٹھیک ترجمہ مترجم مذکور نے خطوط وحدانی میں دیا ہے۔ لیکن اپنے بزرگوں کی تقلید میں خطوط سے باہر موڑ توڑ کر ترجمہ کیا ہے صراط علی مستقیم کا۔ اس آیت کے حاشیہ نمبر ۲ مترجم کا ایک جملہ قابل داد ہے فرماتے ہیں" قول مترجم۔ پڑھنے والے کچھ پڑھا کریں مگر تفسیر عباسی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ صراط مستقیم سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہی ہیں"

مقبول ترجمہ صفحہ ۴۲ ۔ ممکن ہے کہ ایڈیٹر صاحب کہدیں کہ یہ مقبول کا ترجمہ ہم کو مقبول نہیں؟ اس واسطے خاص آپکی کتاب مستطاب خلافت الٰہیہ سے دکھلا دیتا ہوں ۔

علی صراط مستقیم ہے۔ " خدا نے اپنے رسولؐ کو صراط مستقیم پر قرار دیا ہے اور اپنے ولی کو بھی صراط مستقیم پر قرار دیا ہے بلکہ نفس صراط مستقیم قرار دیا ہے۔ فقال ھذا صراط علیٌ مستقیم۔ یہ علیؑ کا سیدھا راستہ ہے" خلافت الٰہیہ حصہ اول صفحہ ۴۱ حالانکہ قرآن نے دوسری جگہ خود بتلا دیا ہے کہ صراط مستقیم سے کیا مراد ہے جیسے کہ فرمایا ان اللہ ھو ربی و ربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم ۲۵/۱۲ ۔

۲۔ قرآن میں خداوند کریم نوح علیہ السلام کا ذکر کرتے فرماتا ہے و انّ من شیعتہ لابراھیم ۲۳/۷ ۔ اور یقیناً ابراہیمؑ بھی انہی کے پیروؤں میں سے تھے (مقبول ترجمہ) لیکن شیعوں کے ہاں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت مفضل مروی ہے کہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیم جناب علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھے۔ " پس ابراہیم گفت بار خدایا مرا از شیعہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب قرار دہ خطاب رسید کہ یا ابراہیم ما تو را از شیعیان علی گردانیدیم۔ پس ازیں جہت حضرت عزت فرو فرستاد در قرآن عظیم در شان ابراہیم این آیۃ را کہ و انّ من شیعتہ لابراھیم" کتاب نجم ثاقب میرزا حسین النوری الطبرسی باب پنجم صفحہ ۱۲۶

لطیفہ ۔ اصل روایت میں مذکور ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے سوال کیا تھا کہ شیعیان علیؑ کی کیا علامت ہے تو خدا نے فرمایا کہ وہ رات دن میں نماز اکیاون ۵۱ رکعات پڑھتے ہیں۔ ابراہیم گفت بچہ چیز شناختہ میشود شیعہ امیر المومنینؑ حق تعالیٰ فرمود بہ پنجاہ و یک رکعت نماز در شبانہ روزے گذاردن ۔

مگر اس زمانہ کے شیعہ بجائے ۵۱ رکعات کے صرف ۱۷ رکعات رات دن میں ادا کرتے ہیں ۔ ایک دم ۳۴ رکعات کو اڑا دیا ہے جس سے صاف ثابت ہو سکتا ہے کہ سید سے لیکر شیخ تک اور مجتہد سے لیکر مقلد تک ۔ یہ لوگ برائے نام شیعہ علیؓ ہیں۔ اور برائے نام پیروان ملت ابراہیمؑ ۔

۳۔ خدا ذبح اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے ان ھذا لھو البلٰوءُ المبین وفدینٰہ بذبح عظیم ۲۷ بیشک یہ کھلی آزمایش ضرور ہے اور ہم نے اس کا فدیہ ایک بڑی قربانی مقرر کی ہے۔ مقبول ترجمہ ص۷۱۹

ذبح عظیم سے مراد شیعہ و سنی کی تفاسیر میں بہشت کا دُنبہ لکھا ہُوا ہے دیکھو تفسیر صافی و عمدۃ البیان سید عمار علی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی شیعوں نے ذبح عظیم سے مراد امام حسین علیہ السلام لی ہے۔ اور ایک طولانی بے سروپا روایت کے آخر میں اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ سنکر اظہار رنج کیا۔ اور اس رنج پر اپنے بیٹے کے رنج کو فدیہ کر دیا۔ دیکھو مقبول ترجمہ ص۷۱۹ و کتاب اعجاز التنزیل خلیفہ سید محمد حسن صاحب۔ و ناسخ التواریخ +

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے مخالفین کے مکالمہ کی نسبت حکایتاً آیا ہے فنظر نظرۃ فی النّجوم ۰ فقال انّی سقیم ۰ فتولوا عنہ مدبرین ۲۳ پھر ستاروں کی طرف ایک نظر ڈالی اور یہ فرمایا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں بس یہ لوگ تو پیٹھ پھرا کر ان کے پاس سے (اُدھر) گئے + شیعوں نے بلا لحاظ سباق و سیاق آیۃ صرف انی سقیم کے جملہ پر ایک عجیب و غریب شان نزول بیان کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے امام حسین علیہ السلام کا واقعہ ہائلہ شہادت دکھائے جانے کی درخواست کی تھی +

یہ درخواست منظور ہوئی اور انھوں نے وہ مصائب دیکھے پس جس وقت انھوں نے یہ فرمایا انی سقیم تو اس سے ان کا یہ مطلب تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی مصیبتیں جو میں دیکھ چکا ہوں۔ ان کے سبب میری طبیعت پر ایسی کوفت ہے کہ میں سقیم ہوں مقبول ترجمہ ص۷۱۸ +

لطیفہ۔ روایت مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام واقعات شہادت کا دردناک مشاہدہ کرنے کے بعد ایسے غمگین ہو گئے کہ فرمایا انی سقیم اب کون پیرو ملت ابراہیم اُن کے اس اظہار ملال کا انکار یا اس میں شک و شبہ کی جسارت کر سکتا ہے لیکن اس کا کیا علاج کہ اصول کافی کے باب التقیہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم

نے جو اِنی سقیم فرمایا تھا۔ اندراہ تقیہ فرمایا تھا۔ ورنہ واقعی وہ سقیم نہ تھے چہ خوش

۵۔ آیۃ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین كله ولوكره المشركون (توبہ ع ۴) بدیہی ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلعم کے بارہ میں ہے کیونکہ رسول ہدایت وصاحب دین حق وہی ذات بابرکات ہے علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام + شیعہ اس آیت کا مصداق بھی مہدی موعود کو مانتے ہیں۔ چنانچہ مقبول ترجمہ کے حاشیہ ص۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے "کہ یہ آیت قائم آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی ہے"

ایڈیٹر صاحب بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ آپ نے بھی اپنی کتاب میں جو ایک نہیں دو نہیں بلکہ اکتالیس آیات بحق مہدی موعود علیہ السلام۔ مگر کس طرح ؟ موڑ توڑ کر۔ ہاں موڑ توڑ کر ایک مستقل باب میں جمع کردی ہیں۔ آیت مذکورہ کا مصداق بھی انہی کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں " اکثر روایات شاہد ہیں اور خود الفاظ آیت دلالت کرتے ہیں کہ یہ وعدہ ابھی پورا نہیں ہے اور یہ زمانہ ظہور امام مہدی علیہ السلام اور انہی کے ہاتھ پر ہوگا" صراط السوی ص۴۲۵

فی الحال میں انہی چند جوڑ توڑ پر اکتفا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ منصف مزاجوں پر خود روشن ہوگیا ہوگا کہ دراصل اس الزام کے مستحق خود شیعہ صاحبان ہیں۔ نہ کہ حضرت احمد قادیانی اور ان کی جماعت +

یہ تو ہوگیا الزامی جواب۔ اب تحقیقی جواب یہ ہے کہ جیسے کہ آیۃ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے کہ نصاریٰ کا ذکر ہے اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم الخ اور بعد میں فرمایا ہے۔ يا ايها الذين امنوا ان كثيرا من الاحبار والرهبان اس آیت میں رسول صلعم کو ہدایت ودین الحق کے ساتھ ممتاز کرکے بھیجنے کی علت غائی یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ تاکہ تمام ادیان باطلہ پر غالب ہو۔ اور اس سے پایا جاتا ہے کہ رسول صلعم کی ایک بعثت تو اپنے وقت پر ہوچکی ہے۔ جو تکمیل ہدایت کے لئے تھی۔ اور ایک دوسری

بعثت اشاعت تکمیل ہدایت کے لئے ہوگی۔ مگر چونکہ رسول صلعم فوت ہو چکے ہیں اس واسطے اس غرض کی تکمیل کے لئے آپکی امت میں سے ہی کوئی فرد کامل جو بطور آپ کے قائمقام کے ہوگا۔ مبعوث ہونا تھا اور یہ اس وقت ہونا تھا جبکہ دوسرے ادیانِ باطلہ کے ظہور کامل کے ساتھ دین عیسوی کو بھی علی الخصوص غلبہ تامہ حاصل ہو جائے۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے مرویات اہلسنت کے رو سے اس کا مصداق مسیح موعود ہے۔ نہ کہ مہدی۔ چنانچہ تفسیر خازن میں ہے۔ وقال ابوھریرۃ والضحاک ذٰلک عند نزول عیسی علیہ السلام ××× ویدل علی صحتہ ھذا التاویل ماروی عن ابی ھریرۃ فی حدیث نزول عیسی علیہ السلام قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ویھلک فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام۔ اور ساتھ ہی اسی مقام پر مسلمانوں کی حالت زار و غربت اسلام کے بارہ میں حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ لایذھب اللیل والنھار فی تعبد اللات والعزےٰ ××× فیرجعون الی دین آبائھم +

اب موجودہ زمانہ وہ ہے جس میں تمام مذاہب میں ایک نمایاں جوش و خروش اور تموج نمودار ہے علی الخصوص مذہب صلیب پرستی میں۔ کہ اس سے زیادہ ممکن و متصور نہیں اس وقت میں اس رسولؐ یا بروزِ رسولؐ کا ظہور ازبس ضروری تھا۔ مگر جمالی رنگ میں نہ جلالی رنگ میں۔ آنحضرت صلعم کا جلالی نام محمدؐ ہے اور یہی ماں باپ کا رکھا ہوا ذاتی نام ہے۔ جلالی رنگ میں تو آپ کی بعثت ہو چکی ہے۔ اس واسطے اب جو بعثت ہونی مقدر تھی وہ جمالی نام احمد کے نام سے ہی ہونی تھی۔ اور اسی لئے اس کے ظہور کی بشارت خود عیسی علیہ السلام کی زبان مبارک سے احمد کے نام سے دیگئی۔ جس کے ذاتی طور پر مصداق ہونے کا حضرت احمد قادیانی نے دعوٰی فرمایا۔ اور بار بار آپ نے فرمادیا ہے کہ میری رسالت یا نبوت خود آنحضرت صلعم کی ہی نبوت ہے نہ آپ سے جداگانہ +

اگر باایں ہمہ تصریحات آپ احمد قادیان کو جس کا دعوٰی کسی جدید اسلام یا جدید دین پر مبنی نہیں ہے بلکہ صرف تجدید دین پر مشتمل ہے۔ خواہ مخواہ "آنحضرتؐ کی نبوت کا منکر یعنی اسلام سے خارج بناتے ہیں اور یہ کہ "ضرور بالضرور مرزائیت اسلام کا نقطہ

مقابل ہے اور اسلام اور مرزائیت کبھی جمع نہیں ہوسکتے۔" +

تو فرمائیے کہ آپ کے اعتقاد کے مطابق آپ کا مزعومہ مہدی موعود کس طرح جاء الحق وزھق الباطل اور ھوالذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ کا مصداق ہوکر مہدیٔ برحق اور رسول بالھدی و دین الحق کا مظہر ہوسکتا ہے؟ کیونکہ آنے والا حق آچکا۔ اور جس رسول کا ذکر اس آیت میں ہے وہ بھی آچکا اور جوادیان باطلہ اس کے مولد پاک ومسکن شریف کے گردوپیش تھے اس کے دست حق پرست پر بکلی مغلوب ومنکوب ہوچکے پس جو شخص باایں ہمہ ظہور حق وغلبہ اسلام اس بات کا قائل ہوکہ ابھی تک نہ حق آیا ہے اور غلبۂ اسلام ظہور پذیر ہوا ہے اس پر بھی آپ کا یہ تحکمانہ فتویٰ جاری ہوسکتا ہے یا نہ؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اگر اسمہ احمد کا مصداق صرف احمد مجتبیٰ عربی مکّی و مدنی احمد ہی ہے تو کیا ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ کا مصداق بھی وہی رسول عربی مکّی ومدنی نہیں ہے؟ کیا ازروئے معتقدات اسلام احمد اور رسول سے ایک ذات سرور کائنات مراد نہیں؟ کیا رسول واحمد کے اسماء کا مسمّی ایک ہی وجود مسعود نہیں؟ +

پھر کیا وجہ ہے کہ احمدیت کے مدعی پر تو منکر نبوّت وخارج اسلام کا فتویٰ دیا جائے اور رسول کے مدعی ومصداق کو اس فتویٰ سے مستثنےٰ رکھا جائے؟۔ وتلک اذا قسمۃ ضیزیٰ + باقی دارد - خادم حسین

شہادت القرآن

میں حضرت اقدس نے ایک حدیث کے لئے بخاری کا حوالہ دیا ہے اور وہ حدیث صحیح البخاری میں نہیں اس پر بعض مخالفین بہت شور مچاتے ہیں۔ انکو معلوم ہونا چاہیئے کہ مشکوٰۃ باب المبعث وبدءالوحی میں الفصل الاوّل کی پہلی حدیث (جو بروایت ابن عباس قال بعث رسول اللہ صلعم لاربعین سنۃ سے شروع ہوتی ہے) کی نسبت لکھا ہے (متفق علیہ) حالانکہ یہ حدیث صرف مسلم میں ہے۔ بخاری میں نہیں چنانچہ مرقاۃ میں ملاعلی قاری نے اس کا اقرار کیا ہے تو کیا صاحب المشکوۃ پر بھی فتویٰ دوگے جو مسیح موعود پر دیتے ہو +